THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER

تہذیب الاخلاق

جلد پنجم] ۱۵ شوال سنہ ۱۳۰۶ نبوی سنہ ۱۲۹۱ ہجری [نمبر ۱۴

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اِطلاع

تشریح قیمت و مصرف منافع تہذیب الاخلاق

جسقدر روپیہ بابت اِس پرچہ کے بطور چندہ خواہ بطور قیمت وصول ہو وہ کسی خاص شخص کی ملکیت نہوگا بلکہ اِس پرچہ کے اجرا و ترقی میں صرف کیا جاویگا *

جن دوستوں نے شریک ہوکر اس پرچہ کو جاری کیا ہی اور ساتھہ روپیہ سالانہ اس پرچہ کے اجرا کے لیئے بطور امداد دیتے ہیں وہ اس پرچہ کے متعلق معاملات میں بطور ممبرز کے متصور ہیں اُن کو اختیار ہی کہ اگر چاہیں تو اَور کسی کو بھی بطور ممبر اپنے ساتھہ شریک کریں اور جو شخص اس طرح پر شریک ہوگا اُس کو بھی ساتھہ روپیہ سالانہ دینا ہوگا *

یہہ پرچہ ہر مہینے میں ایک بار یا دو بار یا تین بار جیسا کہ مقتضاے مضامین ہوگا چھپا کریگا خریداروں کو چار روپیہ سالانہ قیمت پیشگی دینی ہوگی اور جو خریدار اُس سال رواں کے شروع سے جس میں وہ خریدار ہوا ہی خریدار تصور ہوگا اور اخراجات روانگی پرچہ سے اُن کو کچھہ تعلق نہوگا *

اگر کوئی شخص کوئی خاص پرچہ خریدنا چاہیگا اُس کو فی پرچہ چار آنہ معہ اخراجات روانگی پرچہ دینا ہوگا بشرطیکہ وہ پرچہ زائد دفتر میں موجود ہو *

اِطلاع

بخدمت ممبران و خریداران و ناظرین تہذیب الاخلاق

اِس پرچہ کی بابت جس صاحب کو کچھہ خط و کتابت کرنی منظور ہو یا خریداری اِس پرچہ کی مد نظر ہو یا کوئی مضمون اِس پرچہ میں مندرج ہونے کے لیئے بھیجنا ہو یا زر قیمت اخبار یا زر چندہ یا کچھہ روپیہ بطور ڈونیشن کے عنایت فرمانا ہو تو سید احمد خان صاحب بہادر سی ایس آئی پاس بمقام بنارس بھیجا جاوے غرضکہ تمام خط و کتابت بابت اِس پرچہ کے اُنہی سے کی جاوے کیونکہ یہہ پرچہ علیگڈہ میں چھپکر اُن کے پاس چلا جاتا ہی اور وہاں سے تقسیم ہوتا ہی اور تمام حساب کتاب اسکا سب اُن کے پاس رہتا ہی *

اس پرچہ میں صرف مضامین مفیدہ جو مسلمانوں سے متعلق ہیں چھاپہ ہوتے ہیں اور اس سبب سے اخبار امصار و دیار اس میں مندرج نہیں ہوتے — مقصود اس پرچہ کے اجرا سے یہہ ہی کہ مسلمانوں کی حسن معاشرت اور تہذیب کی ترقی ہو اور جو غلط اوہام مذہبی اس ترقی کے مانع ہیں اور درحقیقت وہ مذہب اسلام کے برخلاف ہیں وہ بھی مٹائے جاویں *

مضمون نمبر ۱۹۷

مسلمانوں کا افلاس

" الشیطان یعدکم الفقر و یامرکم بالفحشاء والله یعدکم مغفرة منه و فضلا "

خدا تعالی فرماتا هے که تمکو محتاجی اور فقیر کردینے کا تو شیطان وعده کرتا هے اور نچوپنے کے کام کرنے کو حکم دیتا هے ؛ اور خدا اپنی بخشش کا اور نعمت دینے کا وعده کرتا هے — اس زمانه میں یهه ٹهیک مثال اُن لوگوں کی هے جنکا پیشه پیروں ملا پنداروں هے — یعنی خود تو دنیا کے بندے هیں اور کسی مروت و معتقد کی نذرانه تک نهیں چهوڑتے ؛ مگر زبان سے دنیا کی برائی فرماتے اور دنیا کا مذموم هونا کهتے هیں ؛ اپنی جیب میں دنیا بهرتے هیں اور لوگوں کو اُس کے چهوڑنے کی نصیحت کرتے هیں — جو کام مسلمانوں کی بهلائی و بهتری اور ترقی کا سوچا جاتا هے ؛ یا کیا جاتا هے ؛ یهه مثال کے دشمن ؛ خدا کے دشمن ؛ رسول کے دشمن ؛ مسلمانوں کے دشمن ؛ ایک نهایت مسکینی سے ٹهنڈے سانس بهرکر کهتے هیں ؛ هاں دنیا چند روز هے ؛ دولت مند هوئے تو کیا غریب هوئے تو کیا ؛ محل میں بهی گذر جاتی هے درخت کے سایه میں بهی گذر جاتی هے ؛ موٹے کپڑے سے بهی بدن ڈهک جاتا هے مهین بهی پوش جاتا هے ؛ اچها کهانے سے بهی پیٹ بهرتا هے جو کی روٹی سے بهی بهرتا هے ؛ ایسی بات کرو جو وهاں کام آئے ؛ دنیا تو گذر هی جاتی هے — هاں جتنی دنیا هوگی اُتنا هی زیاده حساب دینا پڑیگا ؛ تقدیر پر شاکر رهو ؛ انسان کو خدا بهوکا اُٹهاتا هے پر بهوکا سلاتا نهیں — یهه لوگ حقیقت میں اُس آیت کے مصداق هیں ؛ اور وه ٹهیک ٹهیک وهی وعده کرتے هیں جسکا اُس آیت میں ذکر هے ۔

مگر هم تمام مسلمانوں کی دین و دنیا کی بهلائی چاهتے هیں ؛ یهه خواهش کرتے هیں که احکام شریعت حقه کے بجالاویں ؛ منکرات و محرمات سے بچیں ؛ مباح کے مزے اُڑاویں ؛ نیک طریقه اور اچهے پیشه اور مباح وسیلوں سے دنیا کماویں ؛ اور پهر جس طرح خدا کی مرضی هے ایک کاموں میں اُس کو صرف کریں ؛ که یهی مرضی خدا کی اور یهی حکم شریعت مصطفی کا هے ۔

مگر نهایت افسوس هے که مسلمانوں کا حال روز بروز بدتر هوتا جاتا هے ؛ مفلسی اُنکو گهیرتی جاتی هے ؛ جرایم میں وه مبتلا هوتے هیں یا جهانسے [illegible] اُن سے [illegible] جاتے هیں ؛ بیویوں اُنکی جورتوں پر لگتی هیں ؛ نوکریوں میں وه پکڑے جاتے هیں ؛ جائدادیں اُنکی فروخت هوتی جاتی هیں ؛ مگر وه بے رحم اُن کے حال پر رحم نهیں کرتے ؛ اور اُن کو بهکانے سے باز نهیں آتے ۔ وه اپنے اس قول پر " فبعزتک لاغوینهم الی یوم الدین " جمے هوئے اور ثابت قدم هیں ۔

حال کے ایک انگریزی اخبار انڈین پبلک اوپینین لاهور میں ؛ مسلمانوں کا حال چهپا هے ؛ اُسکا ماحصل هم اس مقام پر لکهتے هیں ؛ شاید مسلمان متنبه هوں ۔

اخبار مذکور نے مسلمانوں کے حالات پر غور کرکر یهه اصول قایم کیا هے " که اس زمانه میں مسلمانوں کو ضرور مفلس هونا چاهیئے ۔ مسلمان کسانوں کا بتدریج مفلس هونا ؛ جسکو هم اس ضلع میں زیادتی مقدمات کا ایک سبب قرار دے چکے هیں ؛ قابل لحاظ و غور کے هے ۔ جو رپورٹیں اور حالات که اخبار میں چهپی هیں ؛ اُن سب سے پایا جاتا هے که عام هندوستان میں یهه افلاس ترقی پر هے ۔ اس ضلع میں سنه ۱۸۷۳ ع میں جتنی نالشیں نقدی کی مهاجنان و دوکانداران نے کیں اُنمیں سے نصف نالشیں مسلمان کسانوں پر هوئیں ؛ اور بمقابله کل مقدمات قسم مذکوره کے بحساب اوسط نی صدی چونتیس مقدمے هوتے هیں ۔ جب هم یهه بات دیکهتے هیں که منجمله آٹهه مقدموں کے ایک مقدمه بحساب اوسط عدالت کی لڑائی میں مشغول رهتا هے ؛ تو تعداد اُن کسانوں کی خیال کرنی چاهیئے که کتنے لوگ روپیه پیسه کے معاملات میں مبتلا هوکر عدالت کی لڑائی میں حیران پریشان رهتے هیں ۔ رجسٹرار جنرل پنجاب کی اخیر رپورٹ سے معلوم هوتا هے که تیره لاکهه اسی هزار پونڈ ؛ یعنی ایک کرور اڑتیس لاکهه روپیه کی جائداد غیر منقوله مسلمانوں کی سنه ۱۸۷۳ع میں بیع و رهن هوئی مسلمانوں کا مذهب صرف لڑائی اور لوٹ مار کے مناسب هے ؛ تقدیر پر اندهادهندی سے اعتبار و تکیه کرنا جیسا یهه مذهب سکهلاتا هے ؛ اور اُس کے معتقدوں کو خوش خوش ایسے موقع کی طرف لیجاتا هے جس میں ظاهری بربادی کا سامان هوتا هے ؛ اور کوئی مذهب نهیں سکهلاتا مگر وهی خیال که تقدیر کبهی نهیں ٹلتی تمام جرات اور همت کو کهودیتا هے ؛ اور ترقی و بهبودی کو پژمرده کردیتا هے " ۔

تقدیر کے مسئله کی نسبت جو کچهه صاحب اخبار نے لکها هے ؛ اس میں کچهه شک نهیں که موجوده حالت مسلمانوں کی ایسی هی هے ؛ اور خود غرض لالچی مولویوں نے درحقیقت ایسا هی اُنکو سکهلایا هے ؛ الا مذهب اسلام کا یهه مسئله نهیں هے ؛ خود قران میں خدا فرماتا هے " لیس للانسان الا ماسعی " ۔

ایک دوسرے اخبار ؛ مدراس ٹائمز نے مسلمانوں کی موجوده حالت کی نسبت نهایت عمده مضمون لکها هے ؛ اُسکو بهی هم لکهتے هیں وه

لکھتا ہے کہ "مسلمان بوڑھوں کے بادشاہوں کے مشابہ ہیں، جو نہ گذشتہ بات کو بھولتے ہیں اور نہ کسی بات کو جو آیندہ اُن کے لیئے مفید ہو سیکھتے ہیں؛ یہہ لوگ ہر بات میں ساکن رہتے ہیں؛ حرکت کرنے کی ابھی اُنکو خواہش نہیں ہوتی۔ یہہ لوگ دوڑ میں پیچھے پڑ گئے، اور گو ممکن ہے کہ بڑی کوشش سے اوروں کی برابر جاویں، مگر وہ کوشش کرنے کی خواہش اُن کو معلوم نہیں ہوتی؛ اور نتیجہ اس امر کا یہہ ہوگا کہ بلحاظ قومیت اور مرتبہ و اختیار کے، مسلمان بالکل گم ہوجاوینگے۔ اب یہہ لوگ گویا اپنے امتحان پر ہیں، اور اگر چوکے تو ممکن نہیں کہ دوسرا موقع اُن کو مل سکے۔ یہہ تسلیم کرنا چاہیئے کہ ان لوگوں کی حالت عجیب ہے۔ یہہ لوگ سابق میں اس ملک کے فتح کرنے والے تھے، اور اب اُن کو مفتوحوں میں اپنا شمار ہونے کا بالطبع رنج ہوتا ہے مذہبی تعصب اور غرور، اور تعلیم کا چھوٹا خیال مسلمانوں کو اپنی ترقی کے اُس میدان میں پیر رکھنے سے باز رکھتا ہے جس میدان کو اُنھیں طے کرنا ضرور ہے۔ پیشتر اسکے کہ بمقابلہ اپنے ہوشیار ہمسایہ ہندوؤں کے ترقی یا اپنی روشنی پیدا کرنے کی اُمید کریں۔ جو قوم کہ تھوڑا عرصہ گذرا اُن کے تابع تھی، اُس کے ساتھہ مقابلہ کرنے میں ان کے غرور کو صدمہ ضرور پہنچتا ہو، مگر ان کو چاہیئے کہ اپنی حالت کو قبول کرنے کے لیئے کافی ہمت اور اُس مقابلہ میں سخت کوشش کرنے کے لیئے کافی جرأت اور اپنی ذات کی عزت کا خیال رکھنے کے لیئے پوری ہمت کریں اگر تجربہ کی نصیحتوں کو صحیح صحیح نہیں پڑھ سکتے، یا نہ پڑھینگے، تو ضرور تکلیف میں رہینگے۔ منجملہ اُن بڑے بڑے اسباب کے جن سے مسلمانوں کی خرابی ہوتی ہے، روزینہ داری اور لاخراج داری بھی، جس کے وہ بہت گرویدہ ہیں، ایک بڑا سبب ہے۔ یہہ طریقہ کاہلی پیدا کرتا ہے، اور کاہلی سے افلاس ہوتا ہے، اور افلاس موجب ہے ناخوشی کا"۔

بلا شبہہ ملکی ہونا اور روزینہ دار ہونا انسان کے لئے بہت بڑی آفت ہے اس زمانہ میں ملکی معافی دار و روزینہ دار سب سے زیادہ خراب و بری حالت میں ہیں، مگر میری دانست میں ایک اور فرقہ بھی ایسا ہی ہے، یعنی وہ لوگ جو پیرزادن کو شہر بشہر اپنے مریدوں سے ٹیکس وصول کرتے پھرتے ہیں، یا منبر پر بیٹھہ کر جھوٹے سچے قصہ سناکر اور واعظ بن کر لوگوں سے روپیہ لیتے پھرتے ہیں، اور بہت سے وہ لوگ ہیں جو اپنے تئیں کسی پیر مشہور کے خاندان کا بیان کر کر، کسی درگاہ کا خادم کہہ کر، یا مکہ معظمہ کا مطوف اور مدینہ منورہ کا زیارت کرنے والا بتاکر روپیہ مانگتے پھرتے ہیں۔ جو مسلمان کہ ان لوگوں کے ساتھہ سلوک کرتے ہیں، در حقیقت اپنی قوم کے یعنی مسلمانوں کے دشمن ہیں۔ نا مہذب خیرات نہایت بری چیز ہے، اس سے قوم میں مفلسی اور ناشایستگی، بے حیائی اور بے غیرتی پھیلتی ہے۔

راقم
سید احمد

مضمون نمبر ۱۹۸

لکچر

نمبر ۱

مانسیور ایف گیزٹ صاحب فرانسیسی کا سولزیشن پر

اے صاحبو

ممالک یورپ † کی سولزیشن یعنی شایستگی کو یکجائی اور بالاجمال اس لیئے بیان کیا جاتا ہے، کہ اُن ملکوں کی جداگانہ شایستگی کے باہم ایک ایسا اتحاد نکلتا ہے جس کے سبب سے اُن تمام ملکوں کی شایستگی کو واحد قرار دے سکتے ہیں؛ باوجود اختلافات زمانہ اور مقام اور خاص حالات کے، شایستگی ممالک مذکور کی ایسے واقعات کے ذریعہ سے ہوتی ہے جو آپس میں بہت مشابہ ہوتے ہیں، اور شایستگی اُن ملکوں میں ہر جگہہ ایسے قاعدوں پر ترقی کرتی ہے، اور ہر جگہہ اُس کے ایسے نتیجے پیدا ہوتے ہیں جو باہم متحد اور مشابہ ہوتے ہیں: پس ایک ایسی شایستگی کا وجود پایا جاتا ہے جس کو یکجائی شایستگی بلاد یورپ نام رکھہ سکتے ہیں۔

بلاد یورپ کی شایستگی پر یکجائی گفتگو کرنے کی دوسری وجہہ یہہ ہے، کہ شایستگی کی حالت مکمل کسی ایک ملک سے بہم نہیں پہونچ سکتی؛ کیونکہ کسی ایک ملک میں ممالک مذکور میں سے شایستگی کا ظہور بطور کامل نہیں ہوا ہے، بلکہ ایک جزو اُس کا ایک ملک میں، اور دوسرا جزو اُس کا دوسرے ملک میں، اور علی ہذاالقیاس؛ پس یہہ ضرور ہے کہ کچھہ فرانس، کچھہ انگلستان، کچھہ اسپانیہ اور

† ممالک یورپ کی تفصیل یہہ ہے — انگلستان — اسکاٹلینڈ — آیرلینڈ — فرانس — اسپانیہ — ہالنڈ — بلجیم — اٹالیہ — سوئٹزرلینڈ — آسٹریا — جرمنی — پروشیا — ٹرکی — روس — یونان — سویڈن — ناروے — جزایر بحر قلزم — ان میں سے اٹالیہ وہ ملک ہے جس کا بڑا شہر روم قدیم ہے اور وہی دارالخلافہ شاہنشاہی رومی قدیم کا تھا — ٹرکی سے حال کی رومی سلطنت مراد ہے جو اہل اسلام کے قبضہ میں ہے اور جس کا دارالسلطنت قسطنطنیہ ہے — مترجم

کچھہ جرمن سے اجزاء مختلف لیکر، کامل شایستگی کی تاریخ لکھی جاوے۔

ملک فرانس ایسے موقع پر وسط میں واقع ہی، جس سے اُس کو ممالک یورپ کی شایستگی حاصل کرنے کا عمدہ ذریعہ موجود ہی۔ کسی شخص کی تعریف بیجا کرنی بلکہ اپنے ملک کی بھی بیجا تعریف کرنی ہرگز نہیں چاہیئے؛ لیکن یہہ کہنا کہ فرانس ہمیشہ شایستگی کا مرکز رہا، کچھہ خود ستائی نہیں ہی۔ اس سے ہماری یہہ مراد نہیں ہی کہ فرانس شایستگی حاصل کرنے میں سب قوموں کا پیشوا رہا ہی؛ ایسا دعوی کرنا بے شک لغو ہی؛ کیونکہ زمانہ ہاے مختلف میں ملک اٹلی ایجاد اور ترقی فنون میں، اور انگلستان ملکی معاملات اور تدبیروں میں، سبقت لے گئے؛ اور دوسرے ممالک بھی اور امور میں فرانس سے افضل ہوگئے ہوں؛ مگر اس سے انکار نہیں ہوسکتا کہ جب اہل فرانس ترقی اور شایستگی میں آپ کو مغلوب اور پس ماندہ پاتے ہیں، تو اُن میں ایک ایسا نیا جوش اور غیرت ظاہر ہوتی ہی، جس سے پھر وہ سعی اور کوشش کرکے اور قوموں کی برابر ہوجاتے ہیں، یا اُن سے آگے بڑھ جاتے ہیں؛ اور صرف یہی خوش قسمتی فرانس کی نہیں ہی بلکہ جب کوئی کچھہ فوائد اور امور شایستگی، گو وہ کسی ملک میں ایجاد اور پیدا ہوئے ہوں، اور ملکوں میں شایع ہوکر عام فیضرسانی کا باعث ہونا چاہتے ہیں، تو اول اُن کی تراش خراش فرانس میں ایسی ہوجاتی ہی جس کے بغیر وہ علی العموم شایع اور مفید نہیں ہوسکتے؛ فرانس اُن کے حق میں گویا دوسرا مقام اُن کی پیدایش کا قرار پاتا ہی۔ کوئی امر اور قاعدہ شایستگی کا شاید ایسا ہوگا جس کی نشو و نما اسیطرح سے فرانس میں نہوئی ہو۔ وجہہ اسکی یہہ معلوم ہوتی ہی کہ فرانس کے تمدن اور ہمدردی کا طرز ایسا ہی، جس کا اثر لوگوں کے دلوں پر بہت آسانی اور خوبی سے ہوتا ہی؛ کسی اور قوم کی طبیعت ایسی ویسا نہیں ہی۔ اہل فرانس کے خیالات بہ نسبت اور قوموں کے زیادہ عام پسند ہیں، اور تمام یورپ کو زیادہ صاف اور قابل فہم معلوم ہوتے ہیں، اور اُس کا جلد اثر ہوتا ہی؛ غرضکہ سہولت سخن، اور صفائی تقریر، اور عمدہ طرز تمدن، اور باہمی ہمدردی کے باعث سے فرانس شایستگی میں پیشوا ہونے کے بہت مناسب اور لایق قرار پایا۔

اس واقعہ شایستگی کے بیان میں فرانس کو شایستگی کا مرکز قرار دینا بیجا اور خلاف راستی نہیں ہی؛ کیونکہ فی الحقیقت شخص شایستگی کا فرانس دل اور جگر ہی۔

ہمنے شایستگی کو واقعہ کے لفظ سے جان بوجھہ کر اس لیئے تعبیر کیا ہی کہ شایستگی بھی، مثل دیگر واقعات کے، ایک ایسا واقعہ ہی جس کے حالات قلمبند ہوسکتے ہیں، اور اُس کی تحصیل کی جا سکتی ہی۔

کچھہ عرصہ سے بہت سی بحث ہو رہی ہی، کہ علم تاریخ کو صرف بیان واقعات پر محدود کرنا چاہیئے؛ بیشک اس سے بہتر اور درست کوئی بات نہیں ہی؛ مگر واضح رہے کہ لوگوں کے سرسری خیال کی بہ نسبت واقعات قابل بیان بہت کثرت سے ہیں، اور بہت مختلف قسموں کے ہیں؛ مثلاً واقعات محسوسہ؛ جیسے لڑائیاں، اور معاملات ملکی؛ اور واقعات اخلاقی جن کا وجود بوجہہ محسوس نہونے کے کچھہ بے اصل نہیں ہی؛ اور واقعات خاص جنکا نام بلحاظ ہر واقعہ خاص کے جدا گانہ ہوتا ہی؛ اور واقعات عام جن کا کوئی خاص نام نہیں لے سکتے، اور جن کے ظہور کی تاریخ صحیح صحیح بیان کرنی، اور اُنکو کسی مقام یا شخص سے محدود اور مخصوص کرنا غیر ممکن ہی؛ مگر باوجود اس کے وہ واقعات، دیگر واقعات تاریخی سے، کچھہ کم قدر و منزلت نہیں رکھتے؛ اگر ہم اُن کو علم تاریخ میں سے خارج کریں تو سلسلہ تاریخ کا شکستہ اور نا کامل ہوجاوے۔

علم تاریخ کے جس حصہ کو ہم تاریخی فلسفہ کہتے ہیں، یعنی تعلقات درمیان واقعات اور اُنکے اسباب اور نتیجوں کے، بالتحقیق وہ حصہ ایسے واقعات سے بھرا ہوا ہی، جو قدر و منزلت میں اُن واقعات تاریخ سے کم نہیں ہیں، جنکو ہم واقعات محسوس کہتے ہیں، جیسے لڑائیاں، زلزلہ وغیرہ — تاریخی فلسفہ کے ایسے واقعات کو دیگر واقعات سے علحدہ کرنا بیشک مشکل ہی، اور اُن کے بیان میں ہم سے غلطی ہو جانی کچھہ بعید نہیں، اور اُن کے بیان کو دلچسپ و رنگین کرنا بھی آسان نہیں؛ مگر ان دشواریوں کی وجہہ سے اُن کی ماہیت نہیں بدلتی، اور وہ بھی علم تاریخ کا ایسا ہی ضروری جزو ہیں، جیسے واقعات محسوسہ ہیں۔

شایستگی بھی اُنہیں واقعات میں سے ہی، یعنی واقعہ شایستگی ایک عام اور مخفی اور پیچیدہ واقعہ ہی؛ مگر ایسا ہونے سے اُس کے وجود میں کچھہ نقصان نہیں آتا، اور دیگر واقعات سے کم قابل بیان نہیں قرار پاتا۔ اس واقعہ کی نسبت ہم بہت سے سوال کرسکتے ہیں، یعنی ہم پوچھہ سکتے ہیں، اور استفسار کیا بھی گیا ہی، کہ آیا شایستگی بھلائی ہی یا برائی؟ بعض آدمی اُس کی بہت شکایت کرتے ہیں، اور بعض اُس سے خوش ہوتے ہیں۔ ہم پوچھہ سکتے ہیں، کہ شایستگی ایک عام واقعہ ہی — آیا انسان کی تمام نسلوں کے واسطے کوئی شایستگی عام ہی، یا انسانیت کا کوئی عام مقتضی ہی؟ آیا مختلف قومیں اپنے اپنے زمانہ میں کوئی ایسی چیز دیتی چلی جاتی ہیں، جو کبھی معدوم نہیں ہوتی، اور جس کو ترقی ہوتے

ہوتے ایک بڑا ذخیرہ ہو جاتا ہی ، اور وہ ہمیشہ قایم رہیگا ؟ ہمارے نزدیک یہہ امر قابل یقین ہی ، کہ حقیقت میں انسانیت ایسا ایک عام مقتضی رکھتی ہی : یعنی مجموعہ شایستگی کا ہمیشہ برابر ایک زمانہ سے دوسرے زمانہ کو پہونچتا رہا ہی ۔ پس شایستگی کی ایک عام تاریخ قابل تصویر کرنے کے موجود ہی ؛ لیکن قطع نظر ایسے بڑے اور مشکل سوالات کے ، اگر ہم اپنی تقریر کو وقت اور مقام کے حدود معین میں محدود کریں : یعنی اگر ہم کسی قوم کی چند صدیوں کی تاریخ پر اکتفا کریں ، تو ظاہر ہی کہ اُن حدود کے اندر شایستگی بمنزلہ ایسے واقعہ کے موجود پائی جاویگی ، جس کے حالات قابل بیان ہونگے ؛ اور ایسے ہی واقعہ کو تاریخ کہتے ہیں ؛ بلکہ یہہ بھی کہنا چاہیئے کہ شایستگی کی تاریخ سب تاریخوں سے اعلی ہی ؛ یعنی تمام تاریخیں اُس میں شامل ہیں ۔

کیا ہمکو یہہ معلوم نہیں ہوتا کہ واقعہ شایستگی سب واقعات سے افضل ہی ؟ یہہ ایسا عام اور معین واقعہ ہی کہ اور تمام واقعات اُسپر ختم ہوتے ہیں ، اور انجام اُن سب کا اُسی پر ہوتا ہی ۔ اُن تمام واقعات پر ، جن سے کسی قوم کی تاریخ مرکب ہو ، اور جنکو ہم اُس قوم کی زندگی کے اجزا سمجھتے ہوں ، غور کرنی چاہیئے : یعنی اُس قوم کی تمام رسم و رواج ، اور تجارت ، اور ہنر ، اور فن ، اور لڑائی اور معاملات ملکی پر نظر ڈالنی چاہیئے ۔ پس جب ہم اِن تمام واقعات کو بحیثیت مجموعی بلحاظ اُنکے تعلقات کے دیکھیں ، اور سوچیں سمجھیں ، تو ہم یہہ دریافت کرینگے کہ اُس قوم کی شایستگی کو اُن واقعات سے کیا مدد ملی ، اور کیسا اثر اُنکا اُس پر ہوا ؛ اِس طریقہ سے ہم اُن واقعات کا صرف پورا خیال ہی نہیں باندہ سکتے ، بلکہ اُنکی اصلی قدر و منزلت بھی دریافت کرسکتے ہیں ۔ وہ واقعات بمنزلہ دریاؤں کے ہیں ، اور شایستگی ایک قسم کا سمندر ہی ، اور ہم پوچھتے ہیں کہ اُن دریاؤں سے کسقدر پانی کی امداد اُس سمندر کو پہونچی ؟ شایستگی ایسی شی ہی کہ اُسی سے ایک قوم کی حیات مرکب ہوتی ہی ، اور اُسی میں اُس قوم کی زندگی کے تمام اجزا اور وہ سب قوا ، جو اُس قوم کے وجود کا باعث ہوتے ہیں ، جمع ہوتے ہیں ۔ یہہ امر ایسا صحیح ہی ، کہ جو واقعات ناپسندیدہ اور مضر ہیں اور سب قوموں کے سینہ میں بہت بری طرح کھٹکتے ہیں : مثل ظالمانہ حکومت اور بد عملی کے ، اگر اُن سے بھی کسی طرح شایستگی کو مدد پہونچی ہو اور ترقی حاصل ہوئی ہو تو کسیقدر ہم اُن کے نقصانوں سے چشم پوشی اور اُنکی بری خاصیت سے درگذر کرسکتے ہیں ، اور اُن کو بھی توجہہ کے قابل قرار دے سکتے ہیں : یعنی کسی قسم کے واقعات سے شایستگی پیدا ہوئی ہو ہم اُن کے نقصانوں کو جو اُس کی تحصیل میں اُٹھانے پڑے ہوں ، اُسکی خاطر سے بھول جاتے ہیں ۔

علاوہ اُنکے ایسے واقعات ہیں جنکو تمدن سے متعلق نہیں کرسکتے ؛ بلکہ وہ خاص واقعات ہیں جو ، بہ نسبت عام معاملات کے ، زیادہ تر انسان کی روح سے علاقہ رکھتے ہیں : یعنی مذہبی عقائد ، اور حکیمانہ خیالات ، اور علوم دقیق ، اور انشاء اور فنون ؛ اِن سب واقعات سے اخلاق کے کامل کرنے کے واسطے ، اور سرور طبیعت یعنی عقل کی تکمیل کے لیئے انسان سروکار رکھتا ہی ؛ اور اُن سے یہہ مقصود ہوتا ہی کہ انسان کی دلی حالت اور اُس سرور کو ترقی ہو ، جو عقل اور فہم سے علاقہ رکھتا ہی ؛ اور وہ تمدن سے چندان تعلق نہیں رکھتے ؛ مگر اِن واقعات پر بھی اکثر شایستگی کے لحاظ سے توجہہ کی جاتی ہی ، اور صرف شایستگی کے تعلق کی وجہہ سے قابل التفات متصور ہوتے ہیں ۔ سب وقتوں ، اور تمام ملکوں میں ، مذہب نے لوگوں کے شایستہ کرنے کا کام اپنے ذمہ لیکر فخر حاصل کیا ہی ؛ اور علوم دقیق ، اور علم انشاء ، اور ہنر و فن ، اور تمام عقلی اور اخلاقی خوشگوار دخلوں نے بھی اس فخر میں شریک ہونے کا دعوی کیا ہی : جب ہم اُن کے اُس دعوے کو تسلیم کرتے ہیں ، تو اُنکو سزاوار تعریف و توجہہ کے قابل قرار دیتے ہیں ۔ پس ظاہر ہی کہ جو واقعات قطع نظر اپنے خارجی نتیجوں کے بذاتہ بڑی رفعت رکھتے ہیں ، اور جنکو صرف روح انسان سے علاقہ ہوتا ہی ، وہ بھی شایستگی کے ساتھہ تعلق رکھنے سے زیادہ تر قدر و منزلت کے قابل ہو جاتے ہیں ؛ غرض کہ اِس عام واقعہ یعنی شایستگی کا ایسا بڑا مرتبہ ہی ، کہ اُس کے سبب سے ہر ایسی شی کو ، جو اُس سے کچھہ علاقہ رکھتی ہی ، قدر و قیمت حاصل ہوجاتی ہی ۔ اِن تمام واقعات یعنی مذہبی اور حکیمانہ خیالات ، و علوم و فنون کی صرف قدرو منزلت ہی شایستگی کی وجہہ سے نہیں بڑہ جاتی ، بلکہ بعض مرتبوں پر ہم اُن کی ماہیت اور خوبی کا اندازہ خصوصاً اُس اثر اور دخل کے لحاظ سے کرتے ہیں ، جو شایستگی پر اُنکا ہوتا ہی ؛ یہی اثر اور دخل ایسا ہی کہ اُسکو کسی صورت میں کسی درجہ تک واقعات مذکورہ کی قدرومنزلت اور سودمندی کا قطعی پیمانہ ٹھہرایا جاتا ہی اب اُس واقعہ کی تاریخ لکھنے سے پہلے ، یہہ دریافت کرنا چاہیئے کہ وہ ایسا بڑا اور عمدہ واقعہ کیا ہی ، جو قوموں کی زندگی کے تمام اجزا کا مجموعہ اور نتیجہ ہی ؟ اس کے جواب میں ہم کوئی ذی حکیمانہ راے ظاہر نہیں کرینگے ، اور نہ کوئی ایسا قاعدہ یا منطقی اصول قایم کرینگے ، جسکے نتیجہ کو سولیزیشن یعنی شایستگی قرار دیں ؛ کیونکہ ایسا طرز اختیار کرنے سے اکثر غلطی کا احتمال ہوتا ہی : ہمکو صرف ایک واقع کا ثابت کرنا اور بیان کرنا منظور ہی ۔

مدت تک اکثر ملکوں میں لفظ سولیزیشن یعنی شایستگی کا استعمال رہا ہی ، اور لوگوں نے اُس کی تعریف میں مختلف خیال

ظاہر کیئے ہیں، جو تھوڑے بہت وسیع اور صاف ہیں؛ اور لوگ اُسکے مختلف معنی سمجھے ہیں: مگر ہمکو اُس کے ایسے معنوں پر توجہ کرنی چاہیئے جو اصلی اور عام فہم ہوں۔ پس واضح ہو کہ نہایت عام لفظوں کے مروج معنوں میں، بہ نسبت اُن خاص علمی تعریفوں کے جو بہت احتیاط اور غور سے کی جاتی ہیں، زیادہ تر درستی پائی جاتی ہے؛ اور لفظوں کے معنے عام راے کے ذریعہ سے، جو انسانیت کی خاص علامت ہے، قایم ہوتے ہیں؛ یعنی معمولی معنی کسی لفظ کے بلحاظ دایمی وقوع واقعات کے بتدریج قایم اور معین ہوا کرتے ہیں۔ جب کوئی واقعہ ایسا پیش آتا ہے، جسکا اظہار کسی لفظ سے ممکن ہوتا ہے، تو وہ لفظ بالطبع واسطے ظاہر کرنے اُس واقع کے موضوع ہوجاتا ہے اور اُسی کے معنی وسیع ہوتے جاتے ہیں، اور رفتہ رفتہ وہ سب [مختلف واقعات اور خیالات، جو بمقتضاے حالات کے لوگ اُس لفظ میں داخل کرتے ہیں، اُس سے منسوب ہوجاتے ہیں۔

برخلاف اس کے، جب کسی لفظ کے معنے از روے علم قرار دیئے جاتے ہیں، تو وہ کسی ایک یا چند آدمیوں کے ایجاد ہوتے ہیں؛ اسی سبب سے وہ بہ نسبت عام پسند معنوں کے صحیح اور درست ہوتے ہیں۔ لفظ سولیزیشن یعنی شایستگی کے اصطلاحی معنی لینے سے [illegible] ہم اُسپر بطور ایک واقعہ کے لحاظ کریں، اور اُن تمام خیالات کو جو اُس لفظ میں داخل ہیں انسانوں کی عام راے یا فہم کے موافق تحقیق کریں، اُس کے علمی معنوں کے اختیار کرنے کی بہ نسبت، جو بادی النظر میں زیادہ صاف اور درست معلوم ہوں؛ واقعہ شایستگی کے سمجھانے میں ہمکو بہت زیادہ دسترس ہوگی۔

اب اس تحقیقات کی ابتدا ہم چند فرضی مثالوں سے کرتے ہیں: یعنی انسانوں کے تمدن اور معاشرت کی چند فرضی حالتیں بیان کرکے دریافت کرینگے، کہ اُن حالتوں میں عام راے کے بموجب لوگوں کی کوئی ایسی حالت پائی جاتی ہے، جو دلیل اسبات کی ہو کہ وہ اپنے آپ کو روز بروز شایستہ کرتے جاتے ہیں، اور اُن سے کوئی ایسے معنے پیدا ہوتے ہیں جن کو لوگ لفظ شایستگی سے منسوب کرتے ہیں۔

پس اول ہم ایک ایسی قوم فرض کرتے ہیں، جس کی معاشرت کے ظاہری حالات اچھے ہوں؛ یعنی لوگ بخوبی عیش و عشرت کے ساتھہ اوقات بسر کرتے ہوں، اور چند محصول ادا کرکے سختی اور تکلیف سے آزاد رہتے ہوں، اور اُن میں عدل و انصاف بھی اچھی طرح سے ہوتا ہو؛ فرض کہ اُن کی جسمانی حالت بہت بہتر ہو، اور اُن کی جان و مال کی حفاظت کا بخوبی انتظام موجود ہو؛ مگر اسی کے ساتھہ اُن کی عقل اور اخلاق کا وجود ایسی بری طرح قایم ہو، جس کو نشو و نما نہ دی جاتی ہو، بلکہ نہایت پژمردہ اور دبا کر رکھا گیا ہو؛ کیا ہم نہیں کہتے کہ وہ قوم مظلوم ہو بلکہ ظلم کا خیال بھی اُس کو نہ آتا ہو۔ ایسی قوموں کی مثالیں بھی موجود ہیں؛ چنانچہ اکثر ایسی جبری سلطنتیں ہوئی ہیں جن میں امراء کو غایت درجہ ترقیت حاصل رہی ہے، اور عوام بھیڑوں کے گلوں کی طرح رکھے گئے ہیں، یعنی اُن کو خوب کھلا پلاکر فربہ و خرم رکھا ہے؛ لیکن اُن کی عقل اور اخلاق کی کچھہ بھی ترقی یا اصلاح نہیں کی گئی؛ تو اب ہم یہہ پوچھتے ہیں کہ ایسی حالت کو شایستگی کہینگے؟ کیا ایسی قوم اپنے آپ کو شایستہ کرتی جاتی ہے؟

اب دوسری ایک ایسی قوم فرض کرتے ہیں، جس کی جسمانی آسایشیں اُس سے کمتر ہوں؛ یعنی اُس قدر عیش و آرام اس قوم کو حاصل نہو جس قدر پہلی مفروضہ قوم کو تھا؛ لیکن جس قدر ہو وہ قایم رہنے کے قابل ہو؛ اور اس قوم کے لوگوں کی عقلی اور اخلاقی ضروریات کی طرف سے غفلت نہ کی جاتی ہو؛ بلکہ کسی قدر ایسے سامان موجود ہوں جن سے اُن کی عقل ترقی پاوے؛ اور عمدہ عمدہ خیالات کی وہ تحصیل کرتے ہوں، اور مذہبی اور اخلاقی مسائل میں بھی اُنہوں نے شگفتگی حاصل کی ہو؛ مگر باب آزادی اُن پر بالکل بند کردیا گیا ہو۔ فرض کہ جسطرح پہلی مفروضہ قوم میں ضروریات جسمانی کا سر انجام بخوبی تھا؛ اِس قوم میں عقل و اخلاق کی حاجتیں پوری کی گئی ہوں، اور ہر شخص بقدر اپنے حصہ کے سچائی اور راست بازی سے محروم نہ رہا ہو؛ لیکن وہ خود اپنے لیئے راستی اور صداقت کے تلاش کرنے کا مجاز نہو، یعنی اُس قوم کے اخلاق کے قایم رہنے کی مقدم علامت یہہ ہو، کہ اُس کے خیالات میں تبدیلی روا نہ رکھی گئی ہو؛ چنانچہ ایسی حالت اکثر ایشیا کی قوموں کی ہے، جن میں قوای اور صفات انسانی پر † ایسے احکام کے ذریعہ سے قید اور بندش رکھی گئی ہے، جن کا خاص خدا تعالی کی جانب سے نازل ہونا تسلیم کیا گیا ہے، اور انسانیت کو شگفتگی اور ترقی نہیں دی جاتی۔ یہی حال اہل ہندوستان کا بھی ہے۔ پس اب

† مگر مصنف نے اس بات کا خیال نہیں رکھا کہ جو در حقیقت سچا مذہب ہے اور خدا کی طرف سے دیا گیا ہے، اُس میں کوئی قید اور بند ایسی نہیں ہوتی جس سے انسان کی ترقی کے لیئے اچھے روک ہو۔ وہ بندش حقیقت میں عام لوگوں کے خیال میں بندش ہوتی ہے؛ لیکن اُس بندش میں یہہ صفت ہے کہ اگر نہایت آزادی سے اُس پر غور کی جاوے، تو آزادی اور غور کے اصول کے بموجب وہی امر سچ قرار پاویگا جسکا بندش نام رکھا گیا ہے۔ پس نام کا فرق ہے مگر نتیجہ میں کچھہ فرق نہیں، جیسا کہ ہماری راے میں ثابت مذہب اسلام ہے جو انسانوں کے الہامی مسایل سے [illegible] ہے —

لکچر

ہم پوچھتے ہیں کہ کیا یہہ ایسی قوم بھی اپنے آپ کو روز بروز شایستہ کرتی جاتی ہی ؟

اب ہم ایسی قوم فرض کرتے ہیں جسمیں ہر شخص کو بہت سی آزادی تو حاصل ہو ، مگر نہایت بد انتظامی اور لوگوں میں مساوات کا نہونا پایا جاوے ؛ جو شخص قوی نہو وہ مظلوم اور مصیبت میں مبتلا رہکر ہلاک ہو جاوے ؛ یعنی اُس قوم کی معاشرت کی مقدم علامت زور و زبردستی ہو ۔ یہہ بات بخوبی روشن ہی کہ ایک زمانہ میں تمام یورپ کا یہی حال تھا ؛ تو ہمارا وہی سوال ہی کہ کیا یہہ حالت شایستگی کی ہی ؟ گو اس حالت میں شایستگی کے ایسے اصول موجود ہوں جو آیندہ بتدریج شگفتہ ہوں ، مگر موجودہ حالت میں جو امر غلبہ رکھتا ہی اُس کو لوگوں کی عام راے یا فہم کے بموجب شایستگی نہ کہینگے ۔

اب ہم ایک چوتھی قوم ایسی فرض کرتے ہیں ، جس میں ہر شخص بالکل آزاد ہو ؛ غیر مساوی ہونا نہایت بے اثر ہو ؛ جسکے جو دل میں آوے کرے ، اور اپنے ہمسایوں سے دولت و اختیار میں برابر ہو ؛ مگر اُس کو عام مقصدوں اور عام کاموں سے کچھہ سروکار نہو ؛ اور اُسی کو عام خیالات اور عام تدبیروں سے کچھہ بحث نہو ؛ غرضکہ سامان معاشرت اور باہمی ارتباط نہایت کم ہو ، یعنی ہر شخص اور ہر قسم کے قوام ظاہر اور پیدا ہوکر بلا کسی طرح کے باہمی تعلق کے کوئی نشان اپنا نہ چھوڑ کر جداگانہ دنیا سے گذر جاویں ، اور یہی جداگانہ حالت معاشرت کی متواتر پشتوں تک بدستور رہے ؛ چنانچہ یہہ حالت وحشی قوموں کی ہی ، کہ اُن میں آزادی اور برابری پائی جاتی ہی ، مگر بلا شبہہ شایستگی نہیں ہی ۔

اسی طرح کی ہم بہت سی مثالیں دے سکتے ہیں ، مگر جسقدر بیان کیا گیا وہ لفظ شایستگی کے عام پسند اور اصلی معنوں کی تشریح اور اظہار کے لیئے کافی ہی ۔

ظاہر ہی کہ جتنی فرضی حالتیں ہمنے بیان کیں ، اُن میں سے کوئی حالت ایسی نہیں ہی جس کو عام فہم اور عام پسند معنوں کے لحاظ سے شایستگی قرار دے سکیں ؛ کیونکہ اُن فرضی حالتوں سے صاف ظاہر ہی کہ لفظ شایستگی میں جو امر مقدم داخل ہی ، وہ اُن میں نہیں ہی ؛ یعنی ترقی اور شگفتگی روز افزوں ، جس سے ایسی قوم کا خیال پیدا ہوتا ہی جو ہمیشہ آگے بڑھتی جاتی ہی ؛ نہ اس غرض سے کہ اپنا نام بدل دے بلکہ اپنی حالت کے بدلنے کی غرض سے آگے بڑھتی ہی ؛ یعنی ایسی قوم کا خیال پیدا ہوتا ہی جو تہذیب و ترتیب کو خود اپنی حالت سمجھتی ہی ۔ الحاصل ترقی اور شگفتگی روز افزوں کا خیال میرے نزدیک ایسا ہی ؛ جو سولزیشن یعنی شایستگی کی بیخ و بنیاد ہی ۔ اب یہہ دیکھنا چاہیئے کہ یہہ ترقی اور شگفتگی کیا چیز ہی ؟ مگر اس کا بیان کرنا مشکل ہی ۔

لفظ سولزیشن یعنی شایستگی کی بناوٹ سے اس کا جواب صاف اور اطمینان کے قابل حاصل ہوتا ہی ۔ لفظی معنی سولزیشن کے سوشیل لایف کی تکمیل ہی یعنی انسانوں کے باہمی تعلقات یا معاشرت کو شگفتہ و کامل کرنا ۔

پس جسوقت کسی ملک کی نسبت لفظ سولزیشن بولا جاتا ہی ، تو اُس کے سننے سے ہمارے دل میں یہی خیال پیدا ہوتا ہی ، اور ہم سمجھتے ہیں ، کہ اُس ملک میں تعلقات باہمی اور معاشرت نہایت وسیع اور شگفتہ اور نو و تازہ ہیں ؛ اور اُن کی ترتیب اور اُن کا انتظام بہت اچھا ہی ؛ یعنی ایک تو یہہ بات سمجھتے ہیں کہ لوگوں کو جن ذریعوں سے قوت اور آسودگی حاصل ہو ، وہ کثرت سے ہیں ؛ اور دوسرے یہہ کہ اُن ذریعوں کی تقسیم سب لوگوں میں کمال خوبی اور انصاف سے ہی ۔

مگر کیا سولزیشن یعنی شایستگی کی صرف یہی مراد ہی ، اور اُسکے معمولی اور اصلی معنی اسی پر ختم ہیں ؟ اُسمیں اور کچھہ زیادہ وسعت نہیں ہی ؟ کیا انسان کی قومیں چیونٹیوں کے گروہ کی مانند ہیں ، یعنی ایسا گروہ ہیں کہ اُس میں بجز حسن انتظام اور جسمانی آرام کے اور کچھہ درکار نہیں ؛ جسمیں جسقدر زیادہ محنت اور مشقت کی جاوے ، اُسی قدر زیادہ خوبی اور انصاف کے ساتھہ اُس محنت کے ثمروں کی تقسیم ہو ، اور مقصد زیادہ یقین کے ساتھہ حاصل ہو اور ترقی کو کمال ہو ؟

ہماری طبیعت بمقتضاے انسانیت کے ایسی تنگ اور محدود معنوں سے فوراً برگشتہ ہوتی ہی ، اور پہلی ہی نظر میں معلوم ہوتا ہی کہ لفظ سولزیشن میں اس سے کچھہ زیادہ وسعت اور گنجایش ہی ؛ یعنی صرف تعلقات باہمی معاشرت اور قوت اور آسودگی کی تکمیل سے سولزیشن یعنی شایستگی کی حالت زیادہ خصوصیت رکھتی ہی ؛ اور واقعہ سولزیشن اور لفظ سولزیشن کے عام مروج معنی ، اور اُس کی نسبت عام راے ، یہہ سب ہمارے اُس خیال سے جسکا ذکر ہوا موافقت رکھتے ہیں ۔
پہلے † روم قدیم کی اُس حالت کو خیال کیا جاوے ، جو ‡ کارتھیج

---

† روم قدیم ملک اٹلی کا اب ایک بڑا شہر ہی ، جہاں پوپ یعنی مذہب عیسوی کا پیشوا رہتا ہی ؛ یہہ شہر زمانہ قدیم میں دارالخلافہ رومی شاہنشاہی کا تھا اس موقع پر روم قدیم سے روم قدیم کی تمام قلمرو مراد ہی ۔

‡ کارتھیج ایک ملک براعظم افریقہ میں تھا ، جہاں روم قدیم کی طرح جمہوری سلطنت تھی ان دونوں سلطنتوں میں چند لڑائیاں ہوئیں اور مدت تک قایم ؛ رہیں ؛ آخرکار رومی سلطنت شاہنشاہی ہوگئی ۔

کی لڑائی کے بعد اُس وقت میں تھی، جب کہ روم کی جمہوری سلطنت کا شباب اور ایسا عمدہ زمانہ تھا کہ روم والے تمام دنیا کی شاہنشاہی حاصل کرنے پر آمادہ تھے، اور لوگوں کی حالت معاشرت ترقی پر تھی؛ اور پھر روم کی اُس حالت کو دیکھا جاوے، جو شہنشاہ اگسٹس کے عہد میں یعنی اُس زمانہ میں تھی جب کہ اُس سلطنت کا زوال شروع ہوا یا لوگوں کی ترقی روز افزوں رک گئی، اور خراب اور برے قاعدے اُن میں مروج ہونے لگے، تو کوئی شخص ایسا نہ ہوگا جو یہ خیال نکرے، کہ روم اگسٹس کے عہد میں، فیبری سیس یا سنسنیٹس کے زمانہ کی بہ نسبت، زیادہ شایستہ تھا۔

ہم بہت سی ایسی ولایتوں کا حوالہ دے سکتے ہیں، جنمیں بہ نسبت دوسری ولایتوں کے آبادی اور سرسبزی زیادہ ہے، اور بہت جلد حاصل ہوتی ہے؛ اور لوگوں میں عیش و آرام کی تقسیم نہایت عمدہ ہے مگر باوجود اس کے، ازروے انسانوں کی عام راے یا ہماری مقتضاے طبیعت کے، سولزیشن اُن ولایتوں کی، بہ نسبت اُن دوسری ولایتوں کے جنمیں معاشرت کی حالت ویسی عمدہ نہیں ہے، کمتر سمجھی جاتی ہے — مگر ہم پوچھتے ہیں کہ یہ کیا بات ہے؟ کیا اُن دوسری ولایتوں میں، جن کی شایستگی افضل سمجھی جاتی ہے، کچھ ایسے فائدے موجود ہیں جن سے لوگوں کی راے میں حالت معاشرت کے اُن نقصانوں کا معاوضہ ہوجاتا ہے، جو اُن میں موجود ہیں؟ اسکا جواب یہ ہے، کہ بیشک ترقی حالت معاشرت یا باہمی تعلقات کے لوگوں میں ایک اور قسم کی شگفتگی ظاہر ہوتی ہے، جو اُن کے فخر کا باعث ہے: یعنی ہر فرد بشر کی جداگانہ اور ذاتی شگفتگی، جس میں ترقی اُس کے قواء اور ہر قسم کے خیالات کی شامل ہے۔ پس اگر کسی ولایت میں لوگوں کی مجموعی حالت یا حسن معاشرت کی تکمیل بہ نسبت دوسرے ملک کے کم ہو، تو ممکن ہے کہ انسانیت یعنی لوگوں کی ذاتی حالت زیادہ رونق اور آزادی حاصل کرے۔ بے شک ہماری معاشرت کے متعلق بہت سے امور ایسے ہیں جن میں اب تک کامیابی نہیں ہوئی ہے؛ لیکن عقل اور اخلاق کے متعلق بہت سے امور میں ہم کامیاب ہوگئے ہیں؛ چنانچہ ظاہری فائدے اور معاشرت کے حقوق اکثر آدمیوں کو حاصل نہیں ہیں، مگر بہت سے عمدہ اور عالی دماغ آدمی دنیا میں آب و تاب کے ساتھ موجود ہیں۔ پس علوم دقیق، اور فن، اور علم اخلاق وغیرہ سب اپنی رونق دکھلاتے ہیں جہاں؛ انسان اُن بڑی علامتوں کو دیکھتا ہے، جس کو خود انسان نے رونق بخشی ہے؛ اور جہاں کہیں اُس عمدہ سرور اور نشاط کے ذریعہ اور حظ کے پاتا ہے، وہاں سولزیشن یعنی شایستگی کو تسلیم کرتا ہے۔

پس اس بڑے واقعہ سولزیشن میں دو واقعہ داخل ہیں، جو دونوں اُسکے وجود کی شرط ہیں: یعنی شایستگی کی دو علامتیں ہیں: ایک تو لوگوں کی مجموعی حالت اور معاشرت کا ترقی پر ہونا؛ دوسرے لوگوں کی ذاتی حالت کی اصلاح اور تہذیب ہونا؛ غرض کہ مجموعی ترقی لوگوں کی، اور ہر انسان کی ذاتی انسانیت کی ترقی شایستگی میں شامل ہیں۔ جہاں کہیں انسان کی ظاہری حالت اصلاح پاکر رونق اور شگفتگی پاتی ہے، اور جہاں انسان کی باطنی حالت کو رونق اور شوکت حاصل ہوتی ہے، تو انہیں دونوں علامتوں کے سبب سے، باوجود نہایت ناکامل ہونے حالت معاشرت کے، اکثر ہم باآواز بلند شایستگی کے وجود کو تسلیم کرتے ہیں۔

غرض کہ اگر میری راے غلط نہیں ہے، تو انسان کی اُس تحقیق کا نتیجہ، جو صرف عام راے اور عام فہم کے بموجب کی جاتی ہے، یہی ہے؛ اور اگر ہم علم تاریخ سے شایستگی کی اِن علامتوں یعنی اُن واقعات کی ماہیت دریافت کریں، جن کی بدولت ازروے عام تسلیم اور عام اتفاق کے سولزیشن کو ترقی ہوتی ہے، تو ہم کو دونوں علامتوں مذکورۃ الصدر میں سے ایک نہ ایک ہمیشہ معلوم ہوگی۔ واقعات مذکورہ ہمیشہ اُس ترقی کی علامتیں ہوتی ہیں، جو لوگوں کو جداگانہ یعنی ہر شخص کو ذاتی حاصل ہوتی [illegible] ہے؛ اور بسبب اُن واقعات کے انسان کی باطنی حالت یعنی اُسکے عقاید اور اطوار، یا اُس کی بیرونی حالت یعنی وہ تعلقات جو اُس کو اپنے ہمجنسوں کے ساتھ ہوتے ہیں تبدیل ہو جاتے ہیں: مثلاً جبکہ مذہب عیسائی ظاہر ہوا تو اُس کی ابتدائی حالت میں اُس کا اثر اور اُسکی مداخلت لوگوں کی مجموعی حالت میں کچھ نہیں ہوا؛ چنانچہ بانی مذہب نے علانیہ منادی کی کہ اس مذہب کو لوگوں کی مجموعی حالت سے کچھ سروکار نہیں ہے، اور اجازت دی کہ غلام اپنے مالک کی اطاعت کرے؛ اور اور جو بڑی بڑی برائیاں اور خرابیاں اُس زمانہ کے لوگوں میں جاری تھیں اُنکی مذمت نہیں کی؛ لیکن باوصف اسکے کوئی شخص انکار نہیں کرسکتا کہ † مذہب عیسائی شایستگی کی ایک علامت اور ذریعہ ہوا۔ ہم پوچھتے ہیں کہ کس وجہ سے؟ جواب اسکا یہ ہے کہ بباعث اس مذہب کے باطنی حالت انسان کی یعنی عقاید اور خیالات لوگوں کے، بدل گئے؛ اور اُنکی عقل اور اخلاق کی اصلاح ہوگئی —

(باقی آیندہ)

† مذہب اسلام اس سے بہت زیادہ اور عمدہ ذریعہ شایستگی کا ہوا ہے یعنی شروع ہی سے لوگوں کی باطنی حالت اور بیرونی حالت دونوں پر ایک ساتھ اُسکا اثر اور اُسکی مداخلت ہوئی ہے، اور اُسنے تمام برائیوں اور خرابیوں کی ابتدا ہی سے علانیہ مذمت کی ہے اور غلامی کو بھی منع کیا ہے۔

بمقام علیگڈہ — مطبع علیگڈہ انسٹیٹیوٹ میں چھپا اور حافظ محمد عبدالرزاق کے اہتمام سے شایع ہوا